حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

مجموعۂ نعت

طالبِ دعا:

ابوالمیزاب محمد اویس رضوی

www.facebook.com/owaisoloGy



مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

مجموعۂ نعت



طالبِ دعا:

ابوالمیزاب محمد اویس رضوی

www.facebook.com/owaisoloGy

پاکستان نعت کونسل کراچی

ناشر ———— **معین الدین احمد**

کتابت ———— رشید پریمی

سالِ اشاعت ———— ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء

تعداد ———— دو ہزار

صفحات ———— ۲۰۸

قیمت ———— **دُعائے خیر**

مطبع ———— ایجوکیشنل پریس - کراچی

پتہ:- **ایوان نعت** اسٹیٹ ولیو بلڈنگ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

ترتیب

فیضانِ نعت

اس کی ثنا لکھی ہے میں نے جو ہے مجسّم خود تنویر
روشن روشن جگمگ جگمگ کیوں نہ ہو میری ہر تحریر

انتساب

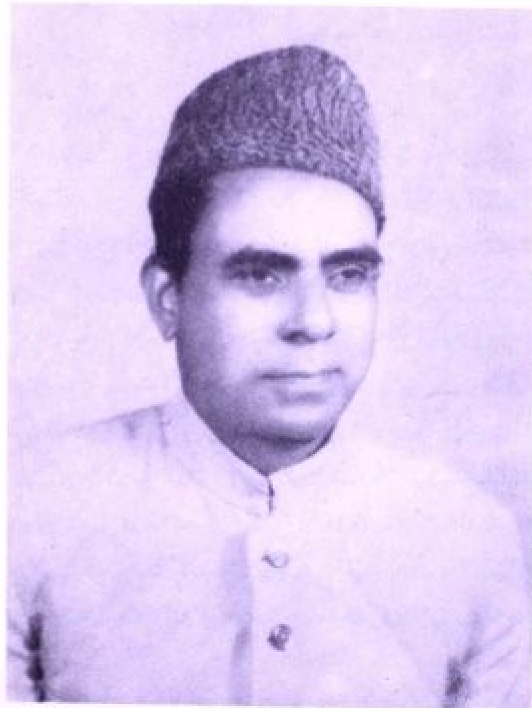
اپنے والدِ محترم صوفی محمد بخش قادری چشتی مدظلہ العالی

کے نام

جنکی تربیت نے نعتِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حسین اور ایمان افروز ذوق کو میرے دل میں راسخ کیا

اور

اپنی والدہ محترمہ کے نام
جن کی دعاؤں کے طفیل آج میں اس قابل ہوا



قمر انجم

مسلک

کتنی قومیتیں وجود میں ہیں
دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیادِ دوستی رکھی
یادِ خیر البشرؐ کے رشتے سے

تاریخِ اشاعت "حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ"

صاحبِ "نوشتہ" مقبول نقش

تم سا ولے کوئی نہیں بلغ العلےٰ بکمالہٖ — ۱۹۷۹ء

صد آفریں صد آفریں کشف الدجیٰ بجمالہٖ — ۱۳۹۹ھ

مَوّاجِ حسنِ دل نشیں حسنت جمیع خصالہٖ — ۱۹۷۹ء

ہر نعت اکرام حسین صلوا علیہ و آلہٖ — ۱۳۹۹ھ

تشخّص

اے مری چشمِ تر برستی رہ
جگمگا عشق کے اجالے سے
دونوں عالم میں مجھکو پہچانیں
لوگ سرکارؐ کے حوالے سے

حمد

کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

شعور خام سہی، فکر نارسا ہی سہی
تری ثنا تری توصیف میرا مذہب ہے
جو تیری حمد سے غافل ہے آدمی ہی نہیں
جو تیری حمد سے غافل نہیں مہذّب ہے

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

ہر ایک لفظ کا مفہوم ہے بہت محدود
میں تیری حمد کروں بھی تو کر نہیں سکتا
میں صرف خاک، تری ذاتِ پاک نور ہی نور
اندھیرا نور کے آگے ٹھہر نہیں سکتا

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

سیاہ نامۂ اعمال ہے مگر پھر بھی
میں نا امید تری رحمتِ اتم سے نہیں
یہ بات تجھ کو بغیرِ حساب ہے معلوم
خطائیں میری، زیادہ ترے کرم سے نہیں

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

بدل کے رکھ دیا میدانِ حشر کا نقشہ
نثار ہیں، تری رحمت کی بے پناہی پر
گناہ گاروں پہ ایسا کرم کیا تُو نے
کہ پارسا ہیں پشیمان بے گناہی پر

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

ہم اعترافِ خطا کر رہے ہیں نادِم ہیں
ہمارے پاس کوئی عذر اور بہانہ نہیں
ترے کرم نے اگر کر دیا نظر انداز
تو دو جہاں میں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

ہم اُن کے واسطے بن جائیں باعثِ آزار
یہ خوف حشر سے پہلے ہی کھا نہ جائے کہیں
ہمارا نامۂ اعمال اے خُدائے کریم
نگاہِ رحمتِ عالمؐ میں آ نہ جائے کہیں

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

مجھے نہ دیکھ کریمی پہ رکھ نظر اپنی
گنہگار ہوں اے میرے پالنے والے
گرا ہوں میں تو محمدؐ کا نام ہے لب پر
سنبھال دونوں جہاں کے سنبھالنے والے

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم



طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

روشنی

سُنتا ہے خدا ہر دِل کی صدا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو
محتاج نہ رِہ دامن پھیلا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو
کھِل جائیں گے اُمّیدوں کے کنول چھٹ جائینگے سب غم کے بادَل
لازم ہے بھروسا رحمت کا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو
جو نار کو بھی گلزار کرے جو نوحؑ کی کشتی پار کرے
اُس رب کے لئے دشوار ہے کیا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

اب دورِ بہار آجائے گا دل کو بھی قرار آجائے گا
ہے جوش پہ دریا رحمت کا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

اُس کا تو کرم ہی شیوہ ہے وہ مولیٰ ہے تو بندہ ہے
کہتا ہے وہی جب مانگ دُعا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

تو عاجز ہے مختار ہے وہ ہاں سب سے بڑی سرکار ہے وہ
سر اپنا جُھکا قسمت کو جگا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

اوّل بھی خدا آخر بھی خُدا ظاہر بھی خُدا باطن بھی خُدا
جب کوئی نہیں ہے اُس کے سِوا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

کیا بات ہے کیوں گھبراتا ہے خود عرشِ خدا ہِل جاتا ہے
بیکار نہیں بے کس کی صَدا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

جو ختم نہیں ہوگا انجم وہ عہدِ بہار آجائے گا
رکھ اپنا وظیفہ صلِّ علیٰ مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

مشاہدہ

رنگ ہیں جس کی یاد کی تصویر
نکہتیں اُس کا ذِکر کرتی ہیں
جب نکھرتا ہے نعت کا اسلوب
حرف سے صورتیں اُبھرتی ہیں

چہرہ کرم کا آئینہ — سر رفعتِ حق کا نشاں
ابرو ہیں محرابِ حرم — آنکھیں ہیں غم خوارِ جہاں
وَالنُّور جسمِ محترم
شامِ ابد زُلفِ کرم
صُبحِ ازل لوحِ جبیں
یا رحمۃ للعالمیں

سوئے تو دل جاگا کرے — ہر سانس بن جائے اذاں
تیری مقدس زندگی — تبلیغِ کامل بے گماں
دُنیا کو پیغامِ سحر
ہے تیرا اندازِ نظر
باطل شکن عہد آفریں
یا رحمۃ للعالمیں

رحمتہ للعالمین

یا رحمۃ للعالمیں
وحیِ خدا تیرا سخن
قرآں تیرا پیرہن
زیرِ قدم عرشِ بریں
یا رحمۃ للعالمیں

ہر دل کا دروازہ کھلے   خطبے میں وہ آہنگ ہے
ہر رنگ پر حاوی رہے   تیرا وہ گہرا رنگ ہے

وہ کیف ہے تقریر میں
ہیں حلقۂ تسخیر میں

سب ناظرین و سامعین
یا رحمۃ للعالمین

نسبت تری ایمان ہے   خوشبو تری عرفان ہے
تفسیر تیرے خُلق کی   قرآن ہی قرآن ہے

اِخلاص تیری انجمن
تطہیر تیرا بانکپن

تو حاصلِ دُنیا و دِیں
یا رحمۃ للعالمین

مُحکم صداقت تجھ سے ہے   قائم عدالت تجھ سے ہے
جاری سخاوت تجھ سے ہے   زندہ شجاعت تجھ سے ہے

تیری اطاعت سے ہوئی
تیری رسالت سے ہوئی

کردار کی دُنیا حسیں
یا رحمۃ للعالمین

ساتوں فلک طے کر کے جب   سدرہ سے بھی آگے بڑھے
رفعت نے خود چُومے قدم   پرواز کے جوہر کھلے

عالم عجب تھا اَوج کا
ششدر تھے سارے انبیاؑ

حیراں تھے جبریلِ امیںؑ
یا رحمۃ للعالمین

تہذیب کا سرمایہ ہے   یہ گنبدِ خضرا کی ضو
طوفاں کا رُخ پھیرے ہوئے   ہے شمعِ مستقبل کی لَو

ہے خاک لیکن پاک ہے
ہم رتبۂ افلاک ہے

تیری تجلی سے زمیں
یا رَحمتہ لِلعالمیں

اے دستگیرِ دو جہاں   ترا کرم تیری عطا
کرامتِ نا اہل کو   زندانِ پستی سے رِہا

تیرے سوا درمانِ غم
تیرے سوا پُرسانِ غم

کوئی نہیں، کوئی نہیں
یا رَحمتہ لِلعالمیں

میں انجمِ کمتاب ہوں   اَنوار تیرے بیکراں
بس اِک توجہ ہے بہت   تو ہے امانِ بے اماں

اپنا تو یہ عالم کہ بس
ایک ایک پَل اِک اِک نَفَس

تیرے کرم کا ہے یقیں
یا رَحمتہ لِلعالمیں



ندامتیں مری، مولا قبول فرمالے
گناہگار بہت ہوں میں پاک ہو جاؤں
پڑھے درود مری خاک کا ہر اک ذرّہ
میں رہگزارِ مدینہ کی خاک ہو جاؤں



صد شکر بنایا مجھے مہمانِ مدینہ
یہ بھی ترا احسان ہے اے جانِ مدینہؐ

یہ دل کا تقاضا ہے کروں جاں بھی تصدق
ہر چند کہ یہ بھی نہیں شایانِ مدینہ

ہر ذرّہ ہے آئینۂ فردوسِ تمنا
دیکھے تو کوئی حُسنِ فراوانِ مدینہ

خم عظمتِ کونین ہے۔ سر ہم بھی جھکالیں
ہے سامنے آرام گہہِ جانِ مدینہؐ

اس دَر کے بھکاری بڑے قسمت کے دھنی ہیں
شاہوں سے بھی بڑھ کر ہیں گدایانِ مدینہ

ملتی ہے یہیں سے، ہو امیری کہ فقیری
عثمانؓ و علیؓ پر بھی ہے فیضانِ مدینہ

یہ قلب، یہ جاں اور یہ بھیگی ہوئی پلکیں
ہیں وقف تری یاد میں اے جانِ مدینہؐ

جبریلؑ بھی آتے ہیں تو آتے ہیں ادب سے
ہے عرش نشاں رفعتِ ایوانِ مدینہ

کانٹوں پہ نچھاور ہے بہاروں کی لطافت
جنت ہے بہ ہر رنگ بیابانِ مدینہ

عظمت میں اگر عرش ہے، توقیر میں سدرہ
رفعت کی ہر اک شان ہے شایانِ مدینہ

بھیجے ہیں سلاموں کے جن احباب نے تحفے
اُن کو بھی بُلا لیجئے سلطانِ مدینہؐ

ارمانِ مدینہ ہی لئے لوٹ رہا ہوں
ارمان ہوئے سب مرے قربانِ مدینہ

خوش بخت ہیں وہ لوگ جو لے آئے ہیں انجمؔ
ہر سانس میں خوشبوئے گلستانِ مدینہ

(مطلعِ ثانی)

نعمت ہے بڑی قربتِ سلطانِ مدینہؐ
آغوش میں لے لے مجھے دامانِ مدینہ

دُنیا بھی میسر ہے تو عقبیٰ بھی ہے روشن
اے صلِّ علیٰ رحمتِ سلطانِ مدینہؐ

اِس راہ میں سرکارؐ کے بھی نقشِ قدم ہیں
یہ دھیان رہے راہ نوردانِ مدینہ

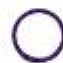
اُٹھتے ہیں جو طوفان اُٹھیں میری بَلا سے
ہے میرا نگہبان، نگہبانِ مدینہؐ

کرتی ہے سیہ بختیِ انساں کا مداوا
ہر ایک شعاعِ مہِ تابانِ مدینہؐ

مشغول جو رہتے ہیں سدا ذکرِ نبیؐ میں
راس آ ہی گیا ہے اُنھیں ارمانِ مدینہ

ہے گنبدِ خضرا پہ نظر، نعت لبوں پر
جنت ہی میں رہتے ہیں ثنا خوانِ مدینہ

چمکایا ہے بس اُن کے کرم ہی نے مقدر
ہر سال بُلا لیتے ہیں سُلطانِ مدینہؐ
جب عالمِ فانی سے کرے کوچ یہ انجمؔ
لب پر ہو ترا نام ہی اے جانِ مدینہؐ



غلام اپنے عزائم بلند رکھتے ہیں
تمہاری یاد سے تقدیر کو سنواریں گے
بَلا سے کوئی لگائے ہزار ہا فتوے
تمہیں پکار رہے ہیں تمہیں پکاریں گے

اعتبارِ کرم

نہ غمِ این و آں کی بات کرو
نہ زمین و زماں کی بات کرو
زحمتِ دوجہاں سے بچنے کو
رحمتِ دوجہاں کی بات کرو



مری زندگی مری آبرو یہ تو عطائے یادِ رسولؐ ہے
جو یہ درد ہے تو قرارِ جاں، ہے اگر یہ زخم تو پھول ہے

وہی زندگی تو ہے بندگی کہ جو وقفِ نعتِ رسولؐ ہے
جو فقط انہیؐ کے لئے اٹھے، وہ نگاہ اُن کو قبول ہے

جو تری نگاہ میں آگیا وہ بڑی پناہ میں آگیا
ترے واسطے سے ہے مطمئن ترے واسطے ہی ملول ہے

مرا سوز بھی، مرا ساز بھی، مرا دِل بھی، دل کا گداز بھی
مری چشمِ تر کی بہار ہے، مجھے جان و دل سے قبول ہے

تو فدا ہے حور و قصور پر، مجھے ناز ذکرِ رسولؐ پر
تری خُلد کیسی ہے تو بتا مری خُلد کوئے رسولؐ ہے

ترے ذکر کی ہیں یہ برکتیں مرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دل نشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

یہ بڑے نصیب کی بات ہے ترے لب پہ انجم خوش نوا
کبھی حمدِ ربِّ جلیل ہے کبھی نعتِ پاکِ رسولؐ ہے

یہی آرزو جو ہو سُرخرو، ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپؐ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر، نہ کسی کے غم کا مذاق اُڑا
جسے چاہے جیسے نواز دے، یہ مزاجِ عشقِ رسولؐ ہے



شہرِ نبیؐ ہے کتنا مُعطّر قدم قدم
ملتی ہے بوئے زُلفِ مُعنبر قدم قدم

تڑپا گئے، رُلا گئے، بے خود بنا گئے
ایماں نواز پیار کے منظر قدم قدم

پابوسیٔ رسولؐ کے فیضان کی قسم
کعبہ صفت ہیں راہ کے پتھر قدم قدم

جلوے جمالِ گنبدِ خضریٰ کے آج بھی
ظُلمت کو کر رہے ہیں منوّر قدم قدم

اِتنے مہک رہے ہیں مدینے کے راستے
جیسے بچھے ہوئے ہوں گُلِ تر قدم قدم

محسوس یوں ہوا کہ مجسّم ہیں رحمتیں
چلتی ہیں ساتھ ساتھ برابر قدم قدم

جنّت میں آ گئے کہ مدینے میں آ گئے
رقصاں ہے اِک فضائے معطر قدم قدم

منگتے کھڑے ہیں جھولیاں خالی لئے ہوئے
وہ سب کو کر رہے ہیں تونگر قدم قدم

جو کیفِ بندگی کا یہاں ہے کہیں نہیں
سجدے ہیں اُن کے نقشِ قدم پر قدم قدم

جذبات کا یہ عالم شدّت تو دیکھئے
ساکت کھڑے ہوئے ہیں سُخنور قدم قدم

آقاؐ ہمارے عرش سے پہلے نہیں رُکے
چل چل کے رُک گئے ہیں پیمبرؑ قدم قدم

ہم مانتے نہیں کہ وہ آکر چلے گئے
وہ آج بھی ہمارے ہیں رہبر قدم قدم

تکمیل پا رہی ہے محبت نفس نفس
وہ کیفِ زندگی ہے میسّر قدم قدم

ذہن و ضمیر آکے یہاں جگمگا اُٹھے
اک سائبانِ نُور ہے سر پر قدم قدم

انجمؔ یہ بارگاہِ رسُولِ کریمؐ ہے
جُھکتا ہی جا رہا ہے جہاں سر قدم قدم



سیّدی، یا حبیبی، مولائی
کیجئے کیجئے مسیحائی

رحمتِ دو جہاں بہارِ کرم
ہے فقط آپ ہی سے میرا بھرم
آپ ہیں جان و دل کی رعنائی
سیّدی، یا حبیبی، مولائی

کیف نا آشنا ہیں میخانے
اب کدھر جائیں تیرے دیوانے
چشمِ اغیار ہے تماشائی
سیدی، یا حبیبی، مولائی

بے کسوں کے لئے سہارا ہے
ڈوبتوں کے لئے کنارا ہے
ہر جگہ تیری یاد کام آئی
سیدی، یا حبیبی، مولائی

غیر کا دَر کبھی نہیں دیکھا
تیری جانب ہی بالیقیں دیکھا
تیری اُمت تجھی پہ اترائی
سیدی، یا حبیبی، مولائی

آپ کو یاد کرلیا میں نے
قلب کو شاد کرلیا میں نے
جب طبیعت ذرا بھی گھبرائی
سیدی، یا حبیبی، مولائی

غم کے ماروں کی لاج رکھ لیجئے
بے نواؤں پہ بھی کرم کیجئے
آپ کے نام کے ہیں شیدائی
سیدی، یا حبیبی، مولائی

میرا دل بھی نثار، جاں بھی نثار
میں ہی کیا تم پہ دو جہاں بھی نثار
اِنَّکَ مَقصَدِیْ وَ مَلجَائِیْ
سیدی، یا حبیبی، مولائی

غم کا مارا ہوں یا رسُول اللہ

بے سہارا ہوں یا رسُول اللہ

المدد، یا کریمی، آقائی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

حاصلِ زندگی کو دیکھ سکوں

آپ کی روشنی کو دیکھ سکوں

ہو عطا مجھ کو ایسی بینائی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

ہر طرح کا وقار بخش دیا

باغِ جاں کو نکھار بخش دیا

تم سے کونین میں بہار آئی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

آئینہ دَرد کا ہے دیدۂ تر

میرے آقا کرم کی ایک نظر

دل پہ ہے زخمِ ناشکیبائی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

دلِ انجم ہے بے قرار و ملُول

بہرِ حسنینؓ، اے خدا کے رسُولؐ

بخش دو جاوداں توانائی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی





گنبدِ خضریٰ رہے ہر دم نظر کے سامنے
میں دُعا بن جاؤں گا بابِ اثر کے سامنے

انبیاءؑ کی عظمتیں ہیں آپؐ کے جلووں میں گُم
پھیکے پھیکے سب سِتارے ہیں قمر کے سامنے

آئینے اپنے نہیں ہیں، عکس بھی اپنے نہیں
آئینے رکھے ہیں سب آئینہ گر کے سامنے

یہ نویدِ جاں فزا سُن کر بھی تھراتا ہوں میں
پیش ہونا ہے مجھے خیرُ البشرؐ کے سامنے

آرزو پرور رہے بس اُن کے کرم کا اعتبار
سب گدایانہ کھڑے ہیں اُن کے دَر کے سامنے

سی دیئے ہیں لب محبت نے کہوں تو کیا کہوں
وہ ہیں خود میری نظر، یا ہیں نظر کے سامنے

مجھ کو حیرت کس لئے ہو، محفلِ سرکارؐ میں
خود اگر جبریلؑ آجائیں اُتر کر سامنے

دیکھنا رنگِ شفاعت حشر میں اب دیکھنا
آگئے ہیں مُصطفیٰؐ خود ہی سَنور کر سامنے

بندگی کا اک نیا اسلوب انجمؔ مِل گیا
نعت کعبہ بن گئی میرے ہُنر کے سامنے

وہ آئے تو آج ہے گھر گھر صلِّ علیٰ کی دُھوم
رنگ مِلا ہے لالہ و گُل کو، خُوشبو کو مفہُوم

نعت کا یہ فیضان تو دیکھو، کیسا مِلا اِعزاز
نام لیا سرکار کا میں نے ہو گئی میری دُھوم

کس پر اُن کا کتنا کرم ہے یہ تو ہے اک راز
جس نے مدینہ دیکھ لیا ہے اُس کی آنکھیں چُوم

عشقِ نبیؐ عنوانِ یقیں ہے عشقِ نبیؐ ایمان
عشق نہ ہو تو مقصدِ ہستی بے شک ہے موہُوم

جنّت تو ہے ارضِ مدینہ ہم سب کے نزدیک
واعظ کیا ہے تیری نظر میں جنّت کا مفہُوم

اُن کی عطا کی بات نہ پوچھو، دیکھو اپنے داماں
اُن کی عطا سے کوئی نہیں ہے دُنیا میں محرُوم

میں تو بڑا ہی خوش قسمت ہوں یہ ہے بڑی توقیر
نعتِ نبیؐ کی دُھن میں رہنا ہے میرا مقسُوم

ذکرِ نبیؐ سرمایۂ ایماں، یادِ نبیؐ عرفان
بات پتے کی کہہ کے گئے ہیں مولانائے رُومؒ

فن کے تقاضے میں کیا جانوں، میں تو نہیں فنکار
اپنے احساسات کو انجمؔ میں نے کیا منظُوم



سکونِ معتبر کے دن مدینے میں گزار آئے
بہارِ خُلد کا کیسے نہ ہم کو اعتبار آئے

کوئی آب و ہوا راس آ نہیں سکتی وفاؤں کو
محبّت کے گلستاں میں مدینے سے بہار آئے

یہاں ہے اک خصوصی روشنی شمعِ رسالت کی
مدینے کی طرف جو آئے وہ پروانہ وار آئے

نگاہِ عشق میں نا معتبر ٹھہرے جنوں اُس کا
مدینے سے جو لے کر اپنا دامن تار تار آئے

درُود ایسی تو ہو اپنی سلام ایسا تو ہو اپنا
نظر کے سامنے روضے کا منظر بار بار آئے

کہیں بھی ہوں مدینے سے مسلسل ربط ہے اُن کا
جو اُن کے آستانے پر مقدر کو سنوار آئے

یہی دو صورتیں وجہِ قرارِ زندگانی ہیں
وہ آئیں تو قرار آئے بُلائیں تو قرار آئے

ملائک پیشوائی کو بڑھے اُن کے اشارے پر
جو عاصی سر جھکائے اُن کے در پر شرمسار آئے

اساسِ بندگی ٹھہرا مدینے کا سفر انجم
نہ جانے کون سے عالم میں ہم سجدے گزار آئے



اُس کی نگاہِ لُطف جب بندہ نواز ہو گئی
میری ہر ایک آرزو، زمزمہ ساز ہو گئی
سُرمۂ چشمِ شوق جب خاکِ حجاز ہو گئی
میری ہر اک نگاہ بھی جلوہ طراز ہو گئی
چہرہ بچہرہ ہو بہو، اُس کا جمال رُو برو
آئینہ گر کی یاد بھی آئینہ ساز ہو گئی

ساقیٔ سلسبیل کا جب بھی خیال آ گیا
میرے سُرور و کیف کی عُمر دراز ہو گئی
رُخ سے نقاب کیا اٹھی سارے حجاب اُٹھ گئے
میری نگاہِ بے خبر، محرمِ راز ہو گئی
آپ کی یاد آئی یوں، جیسے خود آپ آ گئے
شامِ فراق بھی مجھے صبحِ حجاز ہو گئی
قلب میں اک تڑپ اٹھی آنسوؤں سے وضو کیا
آپ جو یاد آ گئے، اپنی نماز ہو گئی
درد کے مرحلے وہی اشکوں کے سلسلے وہی
میری حیات سایۂ زلفِ دراز ہو گئی
آپ کی یاد ہر نفس، آپ کا ذکر ہر سُخن
اب یہی زندگی مری بندہ نواز ہو گئی

آپ کو دیکھتا رہا، سجدے کا ہوش کس کو تھا
ایک نماز رہ گئی، ایک نماز ہو گئی
انجمؔ اُنہی کا ہے کرم مجھ کو ملی ہے چشمِ نم
میری نوا ضرورتِ قلبِ گداز ہو گئی



نہ مٹا پائے گی ہمیں دنیا
ایسی مضبوط تر پناہ میں ہیں
وہ ہماری نگاہ میں نہ سہی
ہم تو سرکار کی نگاہ میں ہیں



جبیں میری ہو سنگِ در تمہارا یا رسولؐ اللہ
یہی ارماں ہے جینے کا سہارا یا رسولؐ اللہ
دِکھا دو اپنا چہرہ پیارا پیارا یا رسولؐ اللہ
خُدا کا جیتے جی کر لوں نظارا یا رسولؐ اللہ
تمہی ہو بے سہاروں کا سہارا یا رسولؐ اللہ
تمہی کو ہر دُکھی دِل نے پُکارا یا رسولؐ اللہ

ندامت ہے خطاؤں پر مگر نازاں ہوں قسمت پر
مرے ہاتھوں میں ہے دامن تمہارا یا رسولؐ اللہ

نہیں ایسا کوئی جس پر نہ ہو احسان کی بارش
ترے ٹکڑوں پہ ہے سب کا گزارا یا رسولؐ اللہ

میں قرباں اس ادائے دستگیری کے دل و جاں سے
مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسولؐ اللہ

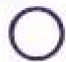
اگر کوئی تمنا ہے تو بس اتنی تمنا ہے
میں کہلاؤں دو عالم میں تمہارا یا رسولؐ اللہ

غلامِ احمدِ مختار یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہو گا ان کا نعرہ یا رسولؐ اللہ

بروزِ حشر میرے اس یقیں کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہوں، تمہارا ہوں، تمہارا یا رسولؐ اللہ

اگر طوفان کی زد پر مری کشتی کبھی آئی
تمہاری رحمتوں نے پار اُتارا یا رسولؐ اللہ

ترا در ہو، مرا سر ہو، سکونِ دل میسر ہو
پھرے کب تک یہ انجم مارا مارا یا رسولؐ اللہ



ہر ایک وصف بحدِ کمال ہے موجود
کوئی حسین نہیں آپؐ سا حسینوں میں

جہاں کہیں نظر آیا ترا نشانِ قدم
سجودِ شوق مچلنے لگے جبینوں میں



مجھے آپ نے بُلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے
مِرا مرتبہ بڑھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے جب بھی غم نے گھیرا مِرا ساتھ سب نے چھوڑا
تو مِری مدد کو آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مِری زندگی کے دامن پہ برس پڑیں بہاریں
ترے درد نے رُلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

کبھی موت کے بھنور سے کبھی موجِ پُرخطر سے
مِری ناؤ کو بچایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے وقفِ ذکر کر کے مِری رُوح میں اُتر کے
مِرے دل کو دل بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں غموں کی دُھوپ میں جب تِرا نام لے کے نکلا
مِلا رحمتوں کا سایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جہاں چُھٹ گئے کنارے جہاں چِھن گئے سہارے
تجھے اپنے پاس پایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جو ہے یاوروں کا یاور جو ہے دستگیرِ عالم
وہ مِری مدد کو آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مِرے ذہن تک میں ایسی کوئی ارتقا نہیں تھی
مجھے کیا سے کیا بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جو فریب فاصلے کا مجھے دے رہے تھا پیہم
وہ حجاب بھی اُٹھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے حوصلے وہ بخشے ترے قُرب کے یقیں نے
میں غموں میں مُسکرایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مری لغزشوں کو پیہم ملے آپ کے سہارے
میں گِرا تو خود اُٹھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں بھٹک کے رہ گیا تھا کہیں اور بہہ گیا تھا
مجھے راستہ دِکھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہ شرف بڑا شرف ہے، مرا رُخ تری طرف ہے
مجھے نعت گو بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

درِ مصطفٰےؐ سے انجم میں خود آگیا، مگر دل
کبھی لوٹ کر نہ آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے



سوزِ بلالؓ و بُوذرؓ و سلماںؓ ہمیں بھی دو
دو اشک اپنی شان کے شایاں ہمیں بھی دو

افسانۂ حیات کا عنواں ہمیں بھی دو
دیدارِ حق بصورتِ انساں ہمیں بھی دو

ہر اشک جس کا آپؐ کے دامن میں جذب ہو
سرکارؐ ایسا دیدۂ گریاں ہمیں بھی دو

صحرائے زندگی میں جھلسنے لگی ہے رُوح
آسُودگیٔ سایۂ داماں ہمیں بھی دو

ہے قرض ہم پہ شدتِ جذبات کا ثبوت
آزردہ وحشتیں ہیں گریباں، ہمیں بھی دو

بوجھل ہمارا ذہن ہے صدیوں کی نیند سے
آوازِ اک قریبِ رگِ جاں ہمیں بھی دو

کھلتے نہیں ہیں پھول سرِ شاخِ آرزو
ویراں ہیں نویدِ بہاراں ہمیں بھی دو

پھیلے اگر تو دونوں جہاں کو سمیٹ لے
بندہ نوازیوں سے وہ داماں ہمیں بھی دو

تم نے عطا کیا تھا جو اصحابؓ بدر کو
وہ حوصلہ وہ عزم وہ ایماں ہمیں بھی دو

جو پا سکے معانیٔ بین السطور کو
ایسا شعورِ حکمتِ قرآں ہمیں بھی دو

للہ زندگی ہی بنا دو درود کو
یکسوئی خیالِ پریشاں ہمیں بھی دو

ہر شہر۔ تم جو چاہو تو یہ آرزو کرے
انجم سا دردمند ثنا خواں ہمیں بھی دو



مسجد نبوی
۲۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء



بُلا کے در پہ مقدر جگا دیا تُو نے
ترے نثار! بڑا حوصلہ دیا تُو نے

میں کچھ نہیں تھا، مگر کیا بنا دیا تو نے
جلا کے دِل میں غمِ عشق کا دِیا تُو نے

یہ چشمِ تر، یہ تڑپ، یہ متاعِ سوز و گداز
مجھے تو جو بھی دیا، بے بہا دیا تُو نے

ترے کرم کی ترے حُسنِ التفات کی خیر
کہ میرے دل کو مدینہ بنا دیا تُو نے

خُدا کا قُرب انہی آنسوؤں سے ملتا ہے
ترے نثار یہ مُژدہ سُنا دیا تُو نے

گُناہگار نے جب واسطہ دیا تیرا
تو اپنا دامنِ رحمت بڑھا دیا تُو نے

نگاہِ عشق میں مُشکل تھا سُرخرو ہونا
ترا کرم دلِ دردآشنا دیا تُو نے

تری نوازشِ پیہم پہ جب بھی غور کیا
گماں ہوا کہ جہنم بجھا دیا تُو نے

عطا کی خیر ہو کیا کچھ نہیں کیا ہے عطا
حقیر ذرّے کو انجم بنا دیا تُو نے



آؤ اے عاصیو! اے شکستہ دلو، ہم پریشانیوں کو پریشاں کریں

زندگانی کے جو لادوا درد ہیں، اُن کا یادِ محمدؐ سے درماں کریں

ہجر کی یہ سیہ رات کٹ جائے گی، تیرگی جس قدر بھی ہے چھٹ جائیگی

عشق نے اُن کے آنسو ہمیں دیدیئے اپنی پلکوں پہ جشنِ چراغاں کریں

پھول اپنی لطافت میں ہیں خوب تر، جن سے ہٹتی نہیں ہیں نگاہیں مگر

اُن لبوں کی طہارت کا کیا پوچھنا، ناز خود جن پہ آیاتِ قرآں کریں

تم کرم ہی کرم ہو خدا کی قسم، ہر کڑے وقت میں تم نے رکھا بھرم

ہم اگر صدقِ دل سے پکاریں تمہیں کشتیوں کی مدد بڑھ کے طوفاں کریں

یہ تو ممکن نہیں ہے کہ میں چپ رہوں اُن کے بارے میں زاہد بتا کیا کہوں

فرش پر خود ہی دیدارِ یزداں ہیں وہ، عرش پہ جا کے دیدارِ یزداں کریں

ایسے غم خوارِ ذی شاں پہ لاکھوں درود ایسے فیاضِ دوراں پہ لاکھوں سلام

خود تو قانع رہیں مسندِ فقر پر، اور گداؤں کو پل بھر میں سلطاں کریں

ایک اِک آرزو مسکرانے لگے محفلِ جاں مری گنگنانے لگے

اے نسیمِ کرم تیرے جھونکے اگر زخم مہکائیں دل کو گلستاں کریں

لوٹ تو آئے ہیں، اشک کیسے رکیں، دل مچلنے لگا پھر مدینے چلیں

ہم اِسی ایک ارمان کے ہو رہے، کیوں گوارا کوئی اور ارماں کریں

انجمِ احساس کی شمع جلتی رہے، یہ تمنا تڑپتی مچلتی رہے

ہر عطا ہے انہی کی عطا، اُن پہ ہم دل نچھاور کریں جان قرباں کریں

انھیں کا مجرم ہوں اُن کے دَر پر سرِ ندامت جھکا رہا ہوں
اِس اعترافِ خطا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

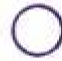
اُنھی کی نسبت سے اشک سارے دمک اُٹھے بن گئے ستارے
غمِ حبیبِ خدا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

حرم کی عظمت بجا ہے لیکن نشانِ سجدہ یہ کہہ رہا ہے
حضور کے نقشِ پا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

مشاہدہ اور تجربہ ہے عروج بس ذکرِ آپ کا ہے
کہ اس بڑی کیمیا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

نیازمندی کی اب بہاریں بجا کہ توقیر بن گئی ہیں
مگر شکستِ انا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

جو میری لے میں اثر ہے انجمؔ اُنھی کا لطفِ نظر ہے انجمؔ
کہ قلبِ درد آشنا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا



محبتِ مصطفےٰ سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

کرم کی اِس انتہا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

میں جو بھی کچھ ہوں ترا کرم ہے یہ بات میں برملا کہوں گا
کہ وردِ صلِ علیٰ سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

اُنھیں جو پہلے پہل پکارا، تو آ گئے دستگیر بن کر
اِس ابتدائے عطا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

تو کہاں میں کہاں

تیرے در کے بھکاری ہیں شمس و قمر
تیرے جلوؤں سے روشن چراغِ نظر
تو ہے تابندگی میں فقط تیرگی
تو یقیں میں گماں
تو کہاں میں کہاں

حاصلِ دو جہاں بس تری ذات ہے
میری نظروں میں کیا میری اوقات ہے
میں ہوں خاکِ زمیں عرش تیرا حرم
میں یہاں تو وہاں
تو کہاں میں کہاں

تیرا پڑھتی ہے کلمہ بہارِ وجود
تیرے جلوؤں کی کثرت پہ لاکھوں درود
تو ہی تو چار سُو کعبۂ رنگ و بُو
تو عیاں میں نہاں
تو کہاں میں کہاں

تیرے خطبے کا انداز ہے دل نشیں
جاں فزا فکر افروز وجد آفریں

ہر نظر میں خبر   ہر سخن میں اثر
میں صدا تو اذاں
تو کہاں میں کہاں

تو ازل تو ابد   میں ہوں خاکِ لحد
میں فنا آشنا   تو بقا کی سند
میں تو محدود ہوں کوچۂ ذات میں
تو کراں تا کراں
میں کہاں تو کہاں

تیرا سایہ بہاروں کا آئینہ دار
میرے ہاتھوں میں پھول آ کے بن جائے خار
تو کرم ہی کرم   میں طلب ہی طلب
میں مکاں تو زماں
میں کہاں تو کہاں

تو حقیقت ہے اور بے حقیقت ہوں میں
تو سراپا تجلّی ہے حیرت ہوں میں
عظمتوں کی حق افروز میزان پر
میں سُبک تو گراں
تو کہاں میں کہاں

تو ہے سہرا شفاعت کا باندھے ہوئے
میں ہوں ٹیکا ندامت کا باندھے ہوئے
میں خطا ہی خطا تو عطا ہی عطا
میں فُغاں تو اَماں
تو کہاں میں کہاں

سارے عالم میں جلوے تری ذات کے
میری نظروں پہ پہرے حجابات کے

میں اسیرِ جہت تو ہے چاروں طرف

میں مکاں تو زماں

تو کہاں میں کہاں

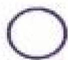
ذکر تیرا مداوا ہر اُفتاد کا

اور آنسو ہیں صدقہ تری یاد کا

ورنہ انجم میں ہوتی کہاں یہ چمک

تو دھنک میں دُھواں

تو کہاں میں کہاں



مکی مدنی جنت کے دھنی مری جان بھی ہے تم پر، قُربان

کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

یہ ہے بجا دُنیا میں کوئی نہیں مجھ سے بُرا

صلی اللہ سید المرسلین صلی اللہ شفیع المذنبین

تو نے مگر اے آقا پھر بھی کرم ایسا کیا

صلی اللہ سید المرسلین صلی اللہ شفیع المذنبین

اک درد دیا۔ اپنا ہی لیا ہے کتنا بڑا تیرا، احسان

کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

لُٹتا ہے ہر لحظہ   اب میرے دِل کا چین
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

چشمِ کرم ہو جائے   بہرِ حَسنؓ بہرِ حُسینؓ
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

افسردہ ہوں، آزردہ ہوں   ہو میری ہر اک مُشکل، آسان
کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

نیکی سے خوبی سے   خالی ہے فردِ عمل
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

عِصیاں کی کثرت سے   مُرجھایا دل کا کنول
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

اب لاج رکھو، لجپال ہو تم   میں تو ہوں بہر عنوان، نادان
کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

تیری عطا شانِ عطا   تیری طلب حُسنِ طلب
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المذنبین

تیرا سخن وحیِ خدا   فخرِ عجم، نازِ عرب
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المذنبین

طٰہٰ صورت، یٰسیں سیرت   تو بھی تو مجسم ہے، قرآن
کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

گردِ سفر انجم ہے   زیرِ قدم کاہکشاں
صلی اللہ سیّدالمُرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

اتنا بلند اور بالا   جن و بشر سب حیراں
صلی اللہ سیّدالمرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

اسریٰ کے امیں اقصیٰ کے مکیں   تو عرش پہ رب کا بھی مہمان
کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان



آپ آرامِ جاں   آپ ہی جانِ جاں   سرورِ سروراںؐ
آپ سا ہے کہاں   مشفق و مہرباں   سرورِ سروراںؐ

تیری نسبت ملی   کیسی عزت ملی   سب کو حیرت ملی
خاک میں نور تو   تو یقیں میں گماں   سرورِ سروراںؐ

میں طلب تو عطا   تو سخی میں گدا   تو ہے حاجت روا
کعبۂ آرزو   ہے ترا آستاں   سرورِ سروراںؐ

تیرا نقشِ قدم   آبروئے حرم   روشنی کا بھرم
آفتابِ ہُدیٰ   مرکزِ عاشقاں   سرورِ سروراںؐ

کہکشاں سربسر   صرف گردِ سفر   یہ عروجِ بشر
کوئی پہنچا نہیں   آپ پہنچے جہاں   سرورِ سروراںؐ

آپ ہی کا کرم   چاہیے دم بدم   ہیں خطاکار ہم
ہے پناہِ خدا   آپ ہی کی اماں   سرورِ سروراںؐ

یاد ایمان ہے   ذکر عرفان ہے   کیسا فیضان ہے
مسجدِ روح میں   ہو رہی ہے اذاں   سرورِ سروراںؐ

بے گماں بالیقیں   آسماں تا زمیں   کوئی کچھ بھی نہیں
تو عیاں تو نہاں   تو یہاں تو وہاں   سرورِ سروراںؐ

دیدۂ تر عطا   آپ نے کر دیا   شاد انجم ہوا
اشک برسائے گی   خوب چشمِ رواں   سرورِ سروراںؐ



سینۂ ہستی روشن روشن کاہکشاں ہے جگمگ جگمگ
ماہِ مدینہ تیری ضیا سے سارا جہاں ہے جگمگ جگمگ

دل کا مدینہ رخشندہ ہے کعبۂ جاں ہے جگمگ جگمگ
ہم نے اب یہ جان لیا ہے کون کہاں ہے جگمگ جگمگ

فرش کی ہر شے تجھ سے منور اور فلک ہے تجھ سے درخشاں
تو ہی یہاں ہے جگمگ جگمگ تو ہی وہاں ہے جگمگ جگمگ

اتنا بڑھا جلووں کا تیقّن، ٹوٹ گئی دیوارِ تعیّن
بزمِ یقیں تو بزمِ یقیں ہے، بزمِ گماں ہے جگمگ جگمگ

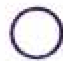
شکر کے سجدے فرض ہیں ہم پر، ثابت ہر پہلو سے کرم ہے
دل تو دل ہے یاد سے اُن کی سارا مکاں ہے جگمگ جگمگ

اس شانِ نسبت کے تصدّق، کتنا بڑا اعزاز دیا ہے
محفل محفل ذِکر سے تیرے میری زباں ہے جگمگ جگمگ

سُن کے اذانِ صبح اندھیرے سارے جہاں سے چھٹ جاتے ہیں
اُن کے اسمِ پاک سے اب بھی حُسنِ اذاں ہے جگمگ جگمگ

اُن کے نقشِ پا پہ نظر ہے، کتنا آساں اپنا سفر ہے
جس منزل کے ہم ہیں راہی، اس کا نشاں ہے جگمگ جگمگ

تیرے فیضِ نعت سے آقا، نُور و ضیا ہے ہستیٔ انجم
ذہن درخشاں، نُطق منور، اور بیاں ہے جگمگ جگمگ



اے چارۂ بے چارگاں اے مرہمِ زخمِ جگر
میرا تو بس مقصود ہے تیرے کرم کی اِک نظر
تو صاحبِ معراج ہے رفعت کا سر پر تاج ہے
خورشید تیرا نقشِ پا اور کہکشاں گردِ سفر
ہے خالق و مخلوق میں تجھ سے ہی مُحکم رابطہ
تیرا تعلق زندگی تیری محبت مُعتبر

اس حال کو سب اہلِ دل کہتے ہیں بخشش کی سَند
یہ بھی ترا احسان ہے مجھ کو عطا کی چشمِ تر
ہو جائے جب تیرا کرم رہتی نہیں شامِ الم
واللہ تیرے نام کا پڑھتی ہے کلمہ ہر سحر
تو حاضر و موجود ہے تو شاہد و مشہود ہے
تیرے سوا کوئی نہیں ہو جو بشر خیر البشر
نسبت پہ تیری ناز ہے حاصل یہ پروانہ ہے
تیری غلامی کی قسم ہم ہو گئے ہیں مُفتخر
میری یہی ہے آرزو جو ہے متاعِ آبرو
جب بھی ہو دُنیا سے سفر ہو تیرے دَر پر میرا سَر
اس انجمِ کم تاب کو تیری تجلّی چاہیے
چشمِ کرم چشمِ کرم اے صاحبِ شقّ القمر

دل میں اگر ہے سوزِ نہانی بڑھتے دو اشکوں کی روانی

ایسی محبت کب ہے محبت جس کا کوئی اظہار نہیں ہے

تو ہے بہارِ باغِ رسالت تیرے قرباں ابرِ کرامت

ایسے چمن مہکائے تو نے جس میں کوئی خار نہیں ہے

اُن کا دیا ہی ہم کھاتے ہیں اُن کے گن ہی ہم گاتے ہیں

دشمن ہے وہ علم و یقیں کا جس کو یہ اقرار نہیں ہے

عشقِ نبیؐ سے بار آور ہے ورنہ تو انسان کا دل بھی

ایسا بنجر کھیت ہے جس میں کوئی پیداوار نہیں ہے

سوئے مدینہ جانے والو شکر کے سجدے فرض ہیں تم پر

ایسا رستہ اور جہاں میں کوئی بھی ہموار نہیں ہے

صدیاں بیتیں انجم لیکن قربِ کا عالم ہے باقی

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں ہمارے دُنیا بھی دیوار نہیں ہے



ہر خوبی ہر حُسن کا مالک کوئی بجز سرکارؐ نہیں ہے

دِل والوں کی اِس بستی میں کِس کو اُن سے پیار نہیں ہے

بگڑی ہوئی تقدیر بنا دی، آ ہی گئے جب اُن کو صدا دی

دُنیا کا ہر شغل عبث ہے، یادِ نبیؐ بیکار نہیں ہے

بس وہ میری لاج رکھیں گے اُن کی نسبت کام آئے گی

ورنہ کوئی مجھ سا عاصی بخشش کا حق دار نہیں ہے



جو اعلیٰ ہیں وہ پستی کی طرف جایا نہیں کرتے
بجز عشقِ نبیؐ کچھ اور اپنایا نہیں کرتے

زباں کو پاک جب تک کر نہ لیں مُشکِ محبت سے
نبیؐ کا نام لب پر اہلِ دل لایا نہیں کرتے

خُدا کی رحمتوں کو خود نظر انداز کرتے ہیں
ہیں ناداں اپنی نسبت پر جو اترایا نہیں کرتے

نوید اے بے قرارو، بے قراری کے مزے لُوٹو
حجاب اُٹھ جائیں گے سارے وہ تڑپایا نہیں کرتے

جو اُن کے ہیں اُنہی سے مانگتے ہیں اُن سے لیتے ہیں
کسی کے سامنے بھی ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

چلو اے عاصیو، بھر لائیں خالی جھولیاں اپنی
وہ دشمن کو بھی خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے

یہ معیارِ سخاوت ہے حدودِ فہم سے بالا
وہ سب کچھ دے کے بھی احساں جتلایا نہیں کرتے

جو بن جاتے ہیں خُورشید و قمر اُن کی عنایت سے
چمکتے اور چمکاتے ہیں گہنایا نہیں کرتے

غموں کی دھوپ اے انجم ہمیں بے شک جھلس دیتی
اگر گیسو نبیؐ کے دہر پر سایا نہیں کرتے



دو قدم چل کر مدینے کے لئے
حوصلہ مِلتا ہے جینے کے لئے

ڈوبنے والے جو اُن کا نام لیں
موجِ ساحل ہے سفینے کے لئے

دولتِ یادِ محمدؐ چاہیئے
عشق میں دل کے خزینے کے لئے

سُرخرو تھے جس سے حسانؓ و بلالؓ
مضطرب ہوں اُس قرینے کے لئے

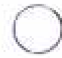
مِل گئی ہے اُن کی نسبت کی شراب
ہم غلاموں کو بھی پینے کے لئے

جو شرف پایا مہِ میلاد نے
یہ شرف ہے کِس مہینے کے لئے

آب و تابِ یادِ محبوبِ خدا
چاہیئے دِل کے نگینے کے لئے

جب پُکارا آ گئے اِمداد کو
ایسی رحمت! مجھ کمینے کے لئے

داغِ عشقِ مصطفےٰ انجم بنا
تمغۂ اعزاز سینے کے لئے



دیکھتی ہے مجھے دُنیا بڑی حیرانی سے
جب بھی سرکار بچاتے ہیں پریشانی سے

یادِ سرکارِ دوعالم ہے بہاروں کی امیں
میرے گُلشن کا تعلق نہیں ویرانی سے

دستگیری کے لئے نامِ نبیؐ کافی ہے
مشکلوں سے میں گزر جاتا ہوں آسانی سے

چاہنے والے محمدؐ کے کہیں بھی نہ چھُپے
عشق کا نُور نمایاں رہا پیشانی سے

آج بھی عام ہیں دُنیا میں حرا کے جلوے
ماہ و خورشید ہیں روشن اُسی تابانی سے

دیتے ہیں اُن کے ہی دَر پر مرے آنسو دستک
کام بنتے ہیں اسی سلسلہ جُنبانی سے

اعتبار اُن کے کرم کا بھی کرم ہی نکلا
اب میں ڈرتا ہی نہیں ہوں کسی طغیانی سے

جس میں سرکارِ مدینہؐ کا حوالہ ہی نہ ہو
ربط ایماں کا نہیں ایسی خدادانی سے

اُس کی توصیف کہاں اور کہاں یہ انجم
انبیاءؑ دیکھ رہے ہیں جسے حیرانی سے



پلکوں پہ ہے اشکوں سے چراغاں مرے آقاؐ
آثارِ کرم کے ہیں نمایاں مرے آقاؐ

ہیں میرے لئے رحمتِ یزداں مرے آقاؐ
رہنے نہیں دیتے ہیں پریشاں مرے آقاؐ

کیا آنکھ ملائے گی بھلا گردشِ دوراں
ہے سر پہ ترا سایۂ داماں مرے آقاؐ

بڑھتی ہی رہی ذرۂ ناچیز کی قیمت
کرتے رہے احسان پہ احساں مرے آقاؐ

احساس یہ کہتا ہے کہ تم آ ہی گئے ہو
تم سے ہے مرے گھر میں چراغاں مرے آقاؐ

ہوتا ہے ترے حسنِ توجّہ سے کرم سے
انسان کے ہر درد کا درماں مرے آقاؐ

اللہ غنی آپ کی رفعت کا یہ عالم
جبریلؑ بھی سدرہ پہ ہیں حیراں مرے آقاؐ

ہر سال بلانے لگے دربار میں اپنے
میں اس کرمِ خاص پہ قرباں مرے آقاؐ

انجم کو ترے ذکر کی توفیق ملی ہے
مہکا مرے ایماں کا گلستاں مرے آقاؐ

○

نام محمد صلِ علیٰ — آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی جِلا
آؤ اُن کا ذکر کریں — جو ہیں دافعِ رنج و بلا

نام محمد صلِ علیٰ

جِن کو اُن قرب مِلا ہے — بن گئے ہادی و راہ نما
سب پہ اُن کی چشمِ کرم ہے — واہ رے شانِ جُود و سخا

نام محمد صلِ علیٰ

دیکھ کے اپنی فردِ عمل کو — عاصی جب شرمائیں گے
اُمت سے کچھ پیار ہے ایسا — خود وہ کرم فرمائیں گے

نام محمد صلِ علیٰ

اُن پر اپنا تن من واروں — واروں حُسنِ کون و مکاں
حاصل اُن کے صدقے میں ہے — عزت و عظمت نام و نشاں

نام محمد صلِ علیٰ

جب ڈھلتی ہے یاد اشکوں میں — رحمت کے دَر کھلتے ہیں
ایسا کرم ہوتا ہے اُن کا — سارے عصیاں دُھلتے ہیں

نام محمد صلِ علیٰ

محفلِ نعت کی بات نہ پوچھو — خود وہ کرم فرماتے ہیں
جن پہ کرم ہوتا ہے اُن کا — اُن کے دن پھر جاتے ہیں

نام محمد صلِ علیٰ

جن کو ان کا دَرد مِلا ہے
نام اُنہی کا لیتے ہیں

رحمتِ عالم خواب میں آکر
اُن کو تسلّی دیتے ہیں

نامِ محمّد صلِّ علیٰ

اُنکی بھیک پہ سب پلتے ہیں
اُن کے منگتے شاہ و گدا

در سے کوئی خالی نہیں لوٹا
دَاتا کی یہ شانِ عطا

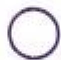
نامِ محمّد صلِّ علیٰ

جب کو مشکل پیش آئی ہے
دل نے اُن کو پکارا ہے

انجم اپنا تو یہ یقیں ہے
اُن کا کرم ہو جاتا ہے

نامِ محمّد صلِّ علیٰ





رسولوں میں ممتاز نبیوں میں اعلیٰ
خدائی کا مختار معراج والا

ترا ہی لقب رحمتِ دو جہاں ہے
رہے گا ترے فیض کا بول بالا

کریم و خطا پوش، لطفِ مجسم
بہارِ عطا رحمتِ حق تعالیٰ

اُٹھایا نہ ہم نے کوئی اور احساں
ہمیں صرف تیری عطاؤں نے پالا

اُنھیں اُن سے مانگا مگر سُرخرو ہے
بھکاری انوکھا ہے، داتا نرالا

گنہگار اب اس اشارے کو سمجھیں
سرِ دوشِ اطہر ہے کالا دوشالا

ادا دستگیری کی اللہ اکبر
جو ڈوبے ترا یا، گرے تو سنبھالا

توقع سے بڑھ کر عطا کرنے والے
کسی کو کبھی تو نے خالی نہ ٹالا

منور ہیں شمس و قمر جس سے انجم
دِلوں تک پہنچتا ہے اُس کا اُجالا



طوفان بھی ہے ساحل اور موج بھی کنارا
محبوبِ کبریا کا جب سے مِلا سہارا

عشاق کا رہا ہے ہر دور میں یہ نعرہ
عزت تری غُلامی، عظمت ترا نظارا

پہچانتے ہیں جس کے سجدے تمہارے دَر کو
پھرتا نہیں کہیں بھی دُنیا میں مارا مارا

سردارِ انبیاء کی حاصل ہوئی غلامی
کس درجہ اَوج پر ہے تقدیر کا سِتارا

اے نعت تیرے قرباں ایسا گداز بخشا
سرکارؐ کا کرم ہے اشکوں سے آشکارا

عرفان ہے تو یہ ہے، ایمان ہے تو یہ ہے
تم کو ہی یا محمدؐ ہر حال میں پکارا

اُس کے غلام کیا ہیں، اللہ ہی جانتا ہے
اللہ کی مشیت ہے جس کا ہر اشارا

کیا چیز ہے کریمی، کیا شے ہے دستگیری
وہ خوب جانتا ہے جس نے تمہیں پکارا

ہیں جس قدر سہارے بے کس کے منتظر ہیں
بیکس کو ڈھونڈتا ہے سرکارؐ کا سہارا

ہے کارساز میرا، انجمؔ یہی وظیفہ
چشمِ کرم خدارا، چشمِ کرم خدارا



کیف ہی کیف ہر طرف نُور ہی نُور چار سُو
روضۂ سیدالبشرؐ عرشِ علیٰ ہے ہو بہو

سامنے ہے درِ رسولؐ اشک نہیں کوئی طُول
آج ہوئی ہے سُرخرو میری ہر ایک آرزو

جوشِ جنوں ادب ادب، ذوقِ نیاز سر جھکا
جلوہ گہہِ حبیبِ حق آج ہے تیرے رُوبرو

جو بھی مدینے آگیا دل کی مُراد پا گیا
بگڑے نصیب بن گئے پُوری ہوئی ہر آرزُو

سامنے جالیوں کے ہے جوش پہ ہوش حکمراں
اشکوں میں ڈھل کے رہ گئی اہلِ جنوں کی ہاؤ ہُو

پھیل رہی ہیں نکہتیں عرصۂ کائنات میں
یادِ رسُولؐ سے چلی ایسی ہوائے رنگ و بُو

ذہن کرم سے دُھل گیا مجھ پہ یہ راز کھُل گیا
وہ تو بہت قریب ہیں جن کی تھی مجھ کو جستجو

اُن سا کوئی غنی نہیں، اُن سا کوئی سخی نہیں
اُن کے گدا کو مِل گئی دونوں جہاں کی آبرو

عرض سلام کیجئے اور دُرود بھیجئے
دے گی قبول کی سند اشکِ رواں کی آبجُو

دل پہ نکھار آگیا، اُن کو بھی پیار آگیا
جب بھی نگاہِ شوق نے اشکوں سے کرلیا وضو

اپنی جگہ میں کچھ نہ تھا، اپنی جگہ میں کچھ نہیں
انجمؔ اُنہی کے ذِکر سے ہے مری ساری آبرُو



عبادتوں کا زیور

عبادتوں کا ہے زیور یہ نعت صلِّ علیٰ
اِسی لئے تو رہی اولیاؒ کا یہ معمُول

درُود، نعت نہیں ہے درُود تو ہے دُعا
بغیرِ نعت نہیں ہے درُود بھی مقبُول

وہ داتا ہے دیگا طلب سے زیادہ
بھکاری نے داتا کو دل دیا ہے

اثر کیوں نہ ہو جائے دریا میں قطرہ
کہ قطرے نے دریا کو دل دے دیا ہے

بناتی ہے محبوبِ حق جس کی نسبت
اُسی حُسنِ یکتا کو دل دے دیا ہے

صفِ انبیاء میں جو ہے سب سے بالا
اُسی قدِ بالا کو دل دے دیا ہے

دو عالم کی ہیں رونقیں جس کے دم سے
اُسی عالم آرا کو دل دے دیا ہے

کہیں دل بہلتا نہیں اب تو انجم
چمن زارِ بطحا کو دل دے دیا ہے



شہِ بزمِ اسریٰ کو دل دے دیا ہے
دو عالم کے آقا کو دل دے دیا ہے

کوئی اس سے بہتر نہیں دل کا مصرف
غلاموں نے آقا کو دل دے دیا ہے

اُنھیں جب سے مانا ہے جانِ تمنا
خود اپنی تمنا کو دل دے دیا ہے



تقدیر جگائی ہے جگاتے ہی رہیں گے
سرکارؐ مدینے میں بُلاتے ہی رہیں گے

آواز کا یہ حُسن تو دو دن کا ہے مہمان
یہ اشک مرے نعت سُناتے ہی رہیں گے

رہتی ہے اُنھیں ہم سے سوا فکر ہماری
وہ ہم کو تباہی سے بچاتے ہی رہیں گے

یادِ شہِ ابرارؐ میں رونا ہے عبادت
ہم ضبط کی دیوار گراتے ہی رہیں گے

ہے میرے گُناہوں سے کرم اُن کا زیادہ
وہ دامنِ رحمت میں چھپاتے ہی رہیں گے

جنّت سے حسیں تر ہیں مدینے کی فضائیں
روضے سے تصوّر کو سجاتے ہی رہیں گے

جب یاد کیا جاتا ہے آجاتے ہیں سرکارؐ
ہم قُرب کا یہ جشن مناتے ہی رہیں گے

ہے قُرب حقیقت میں ترے قُرب کا احساس
نعتوں سے یہ احساس جگاتے ہی رہیں گے

وہ دین ہیں، ایمان ہیں، قرآن ہیں میرا
انجمؔ وہ مجھے راہ دکھاتے ہی رہیں گے



نزولِ رحمتِ باری ہے آج صلِّ علیٰ
وہ آئے صاحبِ معراج و تاج صلِّ علیٰ

حضورِ سرورِ عالمؐ سبھی نے پیش کیا
بصد نیاز دِلوں کا خراج صلِّ علیٰ

ستائیں غم تو مسلسل پڑھیں نبیؐ پہ درُود
یہی ہے اپنے دُکھوں کا علاج صلِّ علیٰ

ہمارے حامی و ناصر ہیں وہ خدا کی قسم
ہے جن کے سر پہ شفاعت کا تاج صلِّ علیٰ

وہ بادشاہ تمہی تو ہو یا رسولؐ اللہ
ازل سے جس کا دِلوں پر ہے راج صلِّ علیٰ

تمہاری یاد کے صدقے، کہ مِل گیا دِل کو
غم و خوشی کا حسیں امتزاج صلِّ علیٰ

اُنہی کا ذکر، اُنہی کا خیال، اُنہی کی یاد
جہانِ عشق کے رسم و رواج صلِّ علیٰ

یہی یقین ہے سرمایۂ سکوں، کہ حضورؐ
رکھیں گے اپنے غلاموں کی لاج صلِّ علیٰ

یہ انتہائے کرم ہے حقیقتاً انجم
نبیؐ کی نعت ہے تیرا مزاج صلِّ علیٰ



مرے دل میں ہے یادِ محمدؐ
کوئی اور نہ دل میں آئے
جو ہے نور ہی نور کا مسکن
وہاں کیسے ٹکیں گے سائے
ترے در سے جبیں نے رشتے
تقدیر سے ایسے پائے
مرے شوق کے سارے سجدے
تری نسبت پر اترائے

مجھے در پہ بلانے والے
مجھے یوں بھی اِذنِ سفر دے
مرے خوابوں کی جاگے قسمت
مری روح مدینے جائے
ترے دامن میں اے آقا
اگر آنسو چمکیں مہکیں
ترا ذکر ہو دل کی دھڑکن
تری یاد ہمیں تڑپائے
تری یاد پہ سب کچھ قرباں
کہ یہی ہے دین و ایماں
جو ہو راہ میں تیری حائل
اس دنیا سے بھر پائے

ہیں ہزاروں ایمان دشمن
رہے سر پہ تیرا دامن

تجھے سب کچھ اپنا مانیں
کوئی لاکھ ہمیں بہکائے

نہیں جائے گی لیکر حاجت
مرے دست طلب کی غیرت

وہی میرا ہے آقا مولا
وہی مجھ پہ کرم فرمائے

ترے غم کے آنسو مہکیں
مرے سارے ارماں چہکیں

تری یاد ہے میرا درماں
ترا درد ہی دل بن جائے

یہ نویدِ کرم بھی دیدے
تری حمد وثنا کا شاعر

ترے سامنے روزِ محشر
تری نعت کا نغمہ گائے

للہ دکھا وہ صورت
جو صورت ہے حق صورت

ہر رنگ ہو پھیکا پھیکا
یوں رنگ ترا جم جائے

ترا پیار امر ہے پیارے
یہی مانگ رہا ہوں تجھ سے

انجمؔ کا فسانہ دنیا
اب صدیوں تک دہرائے



یادِ رسولؐ پاک میں جو آنکھ نم نہیں
جلووں کی بارگاہ میں اس کا بھرم نہیں

کیا فائدہ ملے گا حرم کے طواف سے
یادِ نبیؐ سے قلب اگر خود حرم نہیں

پڑھنے لگیں درود اگر دل کی دھڑکنیں
اس سے بڑا تو کوئی خدا کا کرم نہیں

انکی عطا ہیں ان پہ تصدق ہزار بار
اولاد و جان و مال کچھ اتنے اہم نہیں

جس نے نبیؐ کے ذکر سے کھائی نہ ہو شکست
ایسا تو کائنات میں کوئی بھی غم نہیں

سرمایۂ حیات ہے یہ ذکر مصطفےٰؐ
ٹوٹا یہ سلسلہ تو سمجھ لو کہ ہم نہیں

ہرگز نہیں ہے اس کی بصیرت کا اعتبار
مقصود جس نظر کا وہ جانِ کرم نہیں

ابھرا نہیں ہو جس سے ولایت کا آفتاب
ایسا کوئی حضورؐ کا نقشِ قدم نہیں

ہیں محوِ شکر ہم تہہِ دامانِ مصطفےٰؐ
نعمت وہ کون سی ہے جو ہم کو بہم نہیں

دنیا میں بس یقینِ کرم سرفراز ہے
ہیں نامراد جن کو یقینِ کرم نہیں

دوری حضورؐ کی ہے عدم قرب ہے وجود
کچھ اور اعتبارِ وجود و عدم نہیں

پہلے بھی انکی نعت ہی لکھتا رہا ہوں میں
لگتا ہے یوں کہ جیسے یہ پہلا جنم نہیں

لکھا ہے اس سفینے کی قسمت میں ڈوبنا
جس پر نبیؐ کا اسمِ گرامی رقم نہیں

انجمؔ جسے نصیب ہوا عشقِ مصطفےٰؐ
وہ محترم نہیں تو کوئی محترم نہیں

سایۂ داماں

ہے سر پر سایۂ دامانِ رحمت
مبارک ہو ہمیں یہ خوش مقامی
قیامت تک رہے گا جلوہ فرما
رسول اللہؐ کا عہدِ گرامی

عہدِ رسالت

کھینچ کر وقت کی طنابوں کو
نظر انداز کر کے ماضی وحال
ہجر نے عالمِ تصور میں
نظر افروز کی ہے بزمِ وصال
لفظ کم مایہ ہیں بیاں کے لئے
میرے پروردگار مجھ کو سنبھال

اتنے جلوے کہ ہے نظر خیرہ
ایسا عالم نہیں ہے جسکی مثال
وہ ہیں موجود خود کہ جنکی ثنا
جز خدائے قدیر سب پہ محال
جنکی سیرت ہے آفتاب یقیں
جنکی صورت بہشتِ خدوخال
جنکا اخلاق شارحِ قرآں
وحیِ ربّی ہے جنکا حسنِ مقال
وہ مجسّم کرم سراپا نور
بہرانداز بحرِ جود و نوال
شمعِ محفل وہ ہیں تو پروانے
ایسے ہیں جو ہیں آپ اپنی مثال

پاسباں در پہ جبرئیلِ امینؑ
اللہ اللہ یہ دبدبہ یہ جلال

چشمِ ساقیؐ سے مست ہیں اصحاب
عام طیبہ میں ہے شرابِ جمال

کیف ہی کیف ہے فضاؤں میں
مستیِ حق ہے یا اذانِ بلالؓ

ہیں سراپا درود پروانے
کر رہے ہیں طوافِ شمعِ جمال

ایک ہی سمت میں ہے محوِ خرام
اٹھنے والی ہر ایک موجِ خیال

دور رہ کر بھی ہو رہے ہیں اویسؓ
دولتِ قربِ مصطفیٰؐ سے نہال

ہو گیا دو جہاں سے مستغنیٰ
جسنے پھیلا دیا ہے دستِ سوال

کتنا مضبوط ہے حصارِ کرم
دل دکھائے نہیں یہ غم کی مجال

زندگی مطمئن ہے انکے حضور
شدّتِ کرب سے نہیں ہے نڈھال

پالیا ان کو، پالیا سب کچھ
چین ۔ آغاز سے ہے تا بہ مآل

ان کا غم ان کی آرزو ایماں
اپنا غم ہے نہ کوئی اپنا ملال

سامنے ہے جمالِ شاہدِ حق
ہر نظر بن گئی ہے عشق خصال

ساری آزردہ خاطری دل کی

دیکھ کر ان کو ہو رہی ہے بحال

ہر طرف رحمتوں کی بارش ہے

دل پہ جمتی نہیں ہے گردِ ملال

اس تصور کو جاوداں کردے

اے خدائے وفا خدائے خیال

عہدِ سرکارؐ سامنے ہی رہے

ہجر میں چاہتا ہوں لطفِ وصال

آلؑ و اصحابؓ مصطفیٰؐ کے طفیل

ہو نہ یہ کیف میرا رو بہ زوال



یا حبیبی مَرحبا — یا حبیبی مَرحبا

جدّالحُسینی مَرحبا — یا نُورالعینی مَرحبا

یا اِمامَ القِبلتین — یا رسُولُ الثقلین

فاتحِ بدر و حُنین — راحتِ جاں نُورِ عین

مصطفیٰؐ و مجتبیٰؐ

یا حبیبی مرحبا

رحمتہ للعالمیں   سرورِ دنیا و دیں
عینِ حق نورِ یقیں   جاں نشین و دل نشیں

مقتدا و مدعا
یا حبیبی مرحبا

اوّل و آخر ہیں آپ   باطن و ظاہر ہیں آپ
حافظ و ناصر ہیں آپ   حاضر و ناظر ہیں آپ

ابتدا و انتہا
یا حبیبی مرحبا

درد کا درماں ہیں آپ   خلق کا ارماں ہیں آپ
صاحبِ قرآں ہیں آپ   رحمتِ رحماں ہیں آپ

اعتبارِ کبریا
یا حبیبی مرحبا

زندگی کے پیچ و خم   بن گئے ہیں وجہِ غم
یا نبیِ محترم   ہم پہ ہو لطف و کرم

اختیارِ کبریا
یا حبیبی مرحبا

نورِ جان و نورِ عین   آفتابِ مشرقین
نو بہارِ مغربین   آپ ہیں ہر دل کا چین

مصطفےٰ و مجتبےٰ
یا حبیبی یا مرحبا

آپ حسنِ کائنات   آپ سے روشن حیات
آپ روحِ ممکنات   آپ صہبائے صفات

آپ جانِ مدعا
یا حبیبی مرحبا

آپ ہیں سب کے امام   آپ کے سب ہیں غلام

اور غلاموں کا ہے کام   پڑھتے رہنا صبح و شام

دم بدم صلِّ علیٰ

یا حبیبی مرحبا

افتخارِ مرسلیں   رحمۃ للعالمیں

صادق الوعد الامیں   حاصلِ دنیا و دیں

تاجدارِ انبیاء

یا حبیبی مرحبا

انجمِ آشفتہ سر   پھر رہا ہے در بدر

یا شہِ جن و بشر   ہو کرم کی ایک نظر

شافعِ روزِ جزا

یا حبیبی مرحبا

سلام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

اعلیٰ سے اعلیٰ تیرا مقام

سب انبیاء کا تو ہے امام

کُلِ اولیا ہیں تیرے غلام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

ہے حکمرانی کس شان سے
قائم ہے تیرے فیضان سے
دُنیا و دیں کا سارا نظام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

تو ہے نہ جانے کتنا عظیم
ہے نام تیرا اتنا کریم
آساں سے آساں بنتا ہے کام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

سب پل رہے ہیں در سے ترے
سب پا رہے ہیں گھر سے ترے

اس میں نہیں ہے کوئی کلام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

پیارا ہے کتنا نقشہ ترا
نقاش خود ہے شیدا ترا
اللہ اکبر حُسنِ تمام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

تیری عطا کی کیا بات ہے
ابرِ کرم کی برسات ہے
ردِ بلا ہے تیرا ہی نام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

شانِ سخا کا تجھ سے بھرم
مُشکل کُشا ہے تیرا کرم
بگڑی بنانا تیرا ہی کام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

ہر رُخ سے ایماں ہے سُرخرو
ظاہر بھی تو ہے باطن بھی تو
دل میں درود اور لب پر سلام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

اتنا کرم تو فرمائیے
روضے پہ سب کو بُلوائیے
حاضر یہاں ہیں جتنے غُلام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

خود حق نشاں ہے صُورت تری
تفسیر قرآں ہے سیرت تری
وحیِ الٰہی تیرا کلام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

والفجر رُخِ زیبا ترا
واللیل تیری زُلفِ دوتا
کتنے حسیں ہیں یہ صبح و شام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

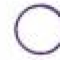
انجم کے آقا انجم ہی کیا

تیرے بھکاری تیرے گدا

سارے خواص اور سارے عوام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام



اللہ نور السمٰوٰت والارض

خدا کے نور سے میرا نبیؐ ہے

نبیؐ کے نور سے دنیا بنی ہے

برائے نام یہ خاکی ہے خاکی

کرم کیسا یہ اللہ غنی ہے



اب ذکر کیجیے نہ غمِ روزگار کا
رخ میری سمت ہو گیا فصلِ بہار کا
وہ دل نشیں نگاہ عجب کام کر گئی
عالم بدل گیا مرے لیل و نہار کا
میری جبین شوق میں سجدے تڑپ اٹھے
جب ذکر چھڑ گیا خمِ ابروئے یار کا
میخانہ ساز بن گئی ساقی کی یاد بھی
ٹوٹے گا سلسلہ نہ بہارِ خمار کا

غزل اور نعت کا امتزاج

جلتا رہے چراغِ محبت تمام عمر
دل کے چمن سے جائے نہ موسم قرار کا

جز تیرے کس سے ہوگا مداوائے زخمِ دل
تجھ پر عیاں ہے حال دلِ غم شعار کا

اب آ بھی جاؤ ضبط کا یارا نہیں رہا
دامن ہی چھوٹ جائے نہ صبر و قرار کا

محسوس یہ ہوا کہ کھڑے ہیں وہ سامنے
عالم نہ پوچھئے نگہہ اشک بار کا

ان کے حضور ہو نہ سکا حالِ دل بیاں
دیکھے تو کوئی جبر مرے اختیار کا

انجمؔ انہی کی یاد ہے سرمایۂ حیات
احسان مند ہوں کرمِ کردگار کا



اگر دیکھ لیں وہ نگاہِ کرم سے
ستارے گریں ٹوٹ کر چشمِ نم سے

سلامت رہے بس ترا آستانہ
نہیں واسطہ ہم کو دیر و حرم سے

جنونِ سفر آج تک معترف ہے
ملیں منزلیں تیرے نقشِ قدم سے

میسر ہے ہر گام حسنِ رفاقت
نہیں آشنا کون تیرے کرم سے

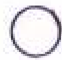
جہانِ وفا میں مری آرزوئیں
ہوئیں سرخرو تیرے فیضِ اتم سے

یہ احسان کچھ کم نہیں لغزشوں کا
قریب آ گئے اور بھی آپ سے ہم

نہ دنیا میں کچھ ہے نہ عقبیٰ میں کچھ ہے
ہیں سب رونقیں بس تمہارے ہی دم سے

لکھوں تو فقط تیری توصیف لکھوں
مرا رابطہ ہے یہ لوح و قلم سے

غمِ عشق ہی سے ہوں مانوس انجمؔ
خوشی بھی ملے تو نہ بدلوں میں غم سے



دردِ دل چشمِ نم چاہیئے
اعتبارِ کرم چاہیئے

ان سے ہی لَو لگائے رکھے
جس کو اپنا بھرم چاہیئے

ہم مدینے کے مشتاق ہیں
شیخ جی کو ارم چاہیئے

ہم گریں تو سنبھالیں حضورؐ
یہ عطا ہر قدم چاہیئے

ہوں گدا بھیک سرکار کی
پے بہ پے دم بدم چاہیئے

سبز گنبد نظر میں رہے
کب مجھے جامِ جم چاہیئے

نسبت مصطفےٰؐ کی قسم
کچھ کلاہوں میں خم چاہیئے

عازم بارگاہِ نبیؐ
پہلے طوفِ حرم چاہیئے

انجمؔ ان کی ثنا جو کرے
مجھ کو ایسا قلم چاہیئے



زخم خنداں درد پنہاں غم جواں دل کے قریب
اک ہجومِ دوستاں ہو جیسے بسمل کے قریب

اس طرح ایقانِ قربِ دوست ہے دل کے قریب
جیسے اک تسکین کا احساس منزل کے قریب

ہر بھنور پر ہے خمِ گیسوئے جاناں کا گماں
میری کشتی اب کہاں آتی ہے ساحل کے قریب

دل بھی ہے ان پر تصدق جان بھی ان پر فدا
رقص میں ہیں آرزوئیں شمعِ محفل کے قریب

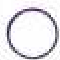
پھر ذرا کھل کر برس جائے وہ ابرِ التفات
اک دھواں سا اٹھ رہا ہے پھر مرے دل کے قریب

اب نہ وہ درماندگی، اب نہ وہ افتادگی
کیا جنونِ شوق لے آیا ہے منزل کے قریب

فیصلہ اس کا جنوں کے واسطے دشوار ہے
اک خلش ہے یا کہ احساسِ خلش دل کے قریب

اور کن لفظوں میں ہو شرحِ جمالِ روئے دوست
رکھ دیا ہے عشق نے اک آئینہ دل کے قریب

آنسوؤں سے جگمگائی رات میں نے تا سحر
آ بھی جا اے جانِ انجم اب مرے دل کے قریب



شامِ غم جگمگا گئے آنسو
یاد تم آئے آ گئے آنسو

ان کے غم اور ان کے ذکر کی خیر
میری قسمت جگا گئے آنسو

میرے دامن کو تر کیا لیکن
آگ دل میں لگا گئے آنسو

جو زباں سے کبھی ادا نہ ہوئی
وہ کہانی سنا گئے آنسو

ہائے ان کو بھی کر دیا بے طول
مجھ پہ کیا ظلم ڈھا گئے آنسو

غم بہر حال معتبر نکلا
ہنستے ہنستے بھی آ گئے آنسو

ہر تبسم کے پھول مرجھائے
رنگ اپنا جما گئے آنسو

دل پہ قابو نہ رہ سکا میرا
آپ آئے تو آ گئے آنسو

ان کا دامن ملا تو اے انجمؔ
کس قدر جگمگا گئے آنسو



ان کے آنے کی جب خبر آئی
بج اٹھی غم کدوں میں شہنائی

اب نہیں ہوش انکی یاد کی خیر
کب گئی رات کب سحر آئی

یہ گماں بھی یقین بن جائے
ہو گئی آپ سے شناسائی

عشق کے سلسلوں کی خالق ہے
حسنِ فطرت کی ایک انگڑائی

ان کی چشمِ کرم ہی کرتی ہے
جذبۂ شوق کی پذیرائی

تیرے ہر نقشِ پا کو تا بہ ابد
سجدہ کرتی رہے گی رعنائی

جس کی تہہ کو نہ پا سکا کوئی
تیری باتوں میں ہے وہ گہرائی

دونوں عالم سے بے نیاز ہوئے
ہیں غنی آپ کے تمنائی

زندگی کا سبب بنی انجم
آرزوؤں کی ناشکیبائی



وہ میرے دل میں در آئے ہیں روشنی کی طرح
قبول نکہتیں کر لی ہیں پھول ہی کی طرح

انھیں کا ذکر، انھیں کا خیال انھیں کی یاد
جواں ہوا ہے غمِ عشق زندگی کی طرح

ہر اک نگاہ انھیں کا طواف کرتی ہے
وہ تیرگی میں نمایاں ہیں روشنی کی طرح

یہ بات بوالہوسوں کو نہ ہو سکی معلوم
اجل بھی عشق میں آتی ہے زندگی کی طرح

خرامِ نکہتِ گل آپ سے عبارت ہے
خرامِ نکہتِ گل بھی ہے آپ ہی کی طرح

جواب جس کا کسی آستاں کے پاس نہیں
رکھی ہے آپ نے وہ بندہ پروری کی طرح

میں تیری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں
ہے تیرے ذکر میں اک کیف بندگی کی طرح

جو تیرے نام سے ہوتی ہے دم بدم پیدا
نہیں ہے خلد کوئی ایسی بے خودی کی طرح

مرے شعور کی معراج ہے یہی انجم
مری غزل کا ہے اسلوب نعت ہی کی طرح

آغاز و انجام

آپ کا نام ہی حسن آغاز ہے
یہ کرم اور بھی اے خدا چاہیئے
آپ کے ذکر میں ہو بسر زندگی
آپ کے نام پر خاتمہ چاہیئے

جنکے سپنے ان کے گیت



ہم اور نہیں کچھُو کام کے
مَتوارے تورے نام کے
ہم اور نہیں کچھُو کام کے

نہ جانیں ہم مالا جپنا
پُوجا سے بَیراگ ہے اپنا
دُھن میں مدنی شیام کے

ہم میلے ہیں تم ہو پوتر
چرن چھوئیں تو کس برتے پر

ہم تو بس پر نام کے

آؤ ذرا سپنے میں آؤ
ہم ہیں ابھاگی بھاگ جگاؤ

سوئے پڑے ہیں تمام کے

من موہن آکاش سے آیو
من مندر میں ہمرے سمایو

واری اس بسرام کے

جائے کوئی جب پی کی نگریا
رم جھم برسے نین بدریا

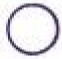
رہ جائیں دل تھام کے

جب سے پریت کا جوڑا پہنا
آنسو آہیں من کا گہنا

چاکر ہیں بے دام کے

انجم اپنا پریم ادھورا
من کا درپن چورا چورا

پریمی ہیں بس نام کے





جوگن بن کے پیار نے   ڈھونڈا سب سنسار
اس دھرتی پر کوئی نہیں   تم سا پایا نہار

تُمرے دُوارے آپڑی
دَیا کرو سرکار

نیا بیچ بھنور میں ہے   ٹُوٹے ہیں پتوار
کوئی کھیون ہار نہیں   تم ہو کھیون ہار

تمرے دُوارے آپڑی
دَیا کرو سرکار

اپنی سُندرتا کا آج   دیدو مجھ کو دان
کروں تُمری کرپا سے   میں اپنی پہچان
درپن اپنا توڑ کے   چھوڑا رُوپ سنگھار

تمرے دُوارے آپڑی
دَیا کرو سرکار

جھُومے میری آتما   ناچے ہے ہردے
مجھ کو دی ہے پریم نے   سُر سے اُونچی لے
مَن بِینا کے تار میں   باجت نام تہار

تُمرے دُوارے آپڑی
دَیا کرو سرکار

جھولی جگمگ جگمگ ہے   پریم کی ایسی جوتی
پَل پَل تُمری یاد سبھی   آنسو آنسو موتی

تمری سُندرتا کا ہے کِتنا سُندر پیار

تمرے دُوارے آپڑی

دَیا کرو سرکار

سارے میلے دُور کے لگیں سُہانے ڈھول

عید کا کوئی بھاؤ نہیں دِیوالی بے مول

تمرا درشن ہو جائے یہ ہے بڑا تیوہار

تمرے دُوارے آپڑی

دَیا کرو سرکار

تمرا ناتا سچا ہے تم کو مانا اپنا

انجم کی آشاؤں نے دیکھا تمرا سپنا

تمرا دُوارا چھوڑ کر جاتی کِس کے دُوار

تمرے دُوارے آپڑی دَیا کرو سرکار

پرنام

میری پُوجا، میری بھگتی پریتم کو پرنام

کر رکھا ہے، پیار نے اُس کے بِردے میں بِسرام

پریتم کو پرنام

وہ داتا ہے وہ ہے دَیالو وہ ہے پالنہار

نام سے اُس کے بَن جاتے ہیں سارے بگڑے کام

پریتم کو پرنام

اس کو نہیں دیکھا ہے میں نے   پھر بھی ہے اس سے پیار
تن من اپنا وار دیا ہے   سُن کے اُس کا نام

پریتم کو پرنام

پریم اگنی میں جلنے والے   جانت ہیں یہ بھید
یادیں رِم جھم نیر بہا کر   ملتا ہے آرام

پریتم کو پرنام

اُس نے مجھ کو ڈھانپ لیا ہے   وہ ہے بڑا کِرپال
ورنہ کوئی اور نہ ہوتا   مجھ سے بڑا بدنام

پریتم کو پرنام

جیون کا دُکھ سُکھ سے ناتا   جیسا بھی ہے ٹھیک
جب میں مروں وہ درشن دیدے   سُندر ہو انجام

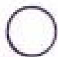
پریتم کو پرنام

اس نے سنبھالا اُس نے بچایا   میں اُس کے بلہار
دُنیا والے کر ہی دیتے   ساکھ مری نیلام

پریتم کو پرنام

انجم اُس کے گُن گاتا ہے   یہ بھی اُس کی دین
اس کے سپنوں کی خوشبو سے   مہکے صبح و شام

پریتم کو پرنام



شُبھ سُواگت

آئے نبیںؐ کے سردارؐ

باجے مَن بینا کے تار

آئے نبیںؐ کے سردارؐ

تن من واریں سیس نوائیں

شُبھ سواگت کے دیپ جلائیں

اُن کا جنم دن اپنے لئے ہے

سب سے بڑا تہوار

کیا یہ مہِ میلاد نہیں ہے

آج کوئی ناشاد نہیں ہے

جن کا مَن ہے جگمگ جگمگ

اُن کے سجے گھر بار

کون اَبھاگی کون دُکھی ہے

اُن کی کرپا ڈھونڈ رہی ہے

اُن کے ہوتے کون سُنے گا

دَر دَر کی دُھتکار

کون ہے جو بپتا کو ٹالے

اُن سے مانگیں مانگنے والے

سارے جگ میں گُونج رہی ہے

جن کی جے جے کار

ہم کیا جانیں دین دھرم کو
ہم کیا جانیں کار کرم کو
اُن کے درشن ہمری پُوجا
باقی سب بے کار

بَرسا دو رحمت کی بَدریا
میلی ہے جیون کی چُنَریا
مَن آنگن میں ہم نے کر لی
پاپوں کی بھرمار

آئی بلائیں ٹال رہے ہو
کیسے کیسے پال رہے ہو
کوئی نہیں ہے اِس دھرتی پر
تم سا پالن ہار

موہنی صورت اپنی دِکھا دو
سپنوں ہی میں بھاگ جگا دو
دُکھیا دِل کو کاٹ رہی ہے
سانسوں کی تلوار

روتا ہوں پر دِل تو مگن ہے
پریم نبیؐ کا میرا دھن ہے
سچے سُکھ کا بھید نہ سمجھا
پاگل ہے سنسار

نبیوںؑ کا سر جُھک جاتا ہے
ولیوںؒ کا تو آن داتا ہے
سب سے بڑی سرکار ہے تیری
سب سے بڑا دربار

تمرا بھکاری بالک تمرا

یہ انجم ہے سیوک تمرا

بھکشا دیدو درشن دے دو

کرپا کرو سرکار



یوں ہی تو نہیں ٹلتے ہیں طوفانِ حوادث

محسوس کیا اِس کو نہ یاروں نے ذرا بھی

ہم پر متوجہ ہیں بہر حال وہ انجمؔ

انکی نگہہِ لطف دوا بھی ہے دعا بھی



جگ داتا جگ بیچ پدھارے

سُندر سُندر پیارے پیارے

سب کے موہن رب کے دُلارے

دھرتی رُوپ، آکاش کے تارے

جگ داتا جگ بیچ پدھارے

تن من واریں سیس نوائیں
اپنے سوئے بھاگ جگائیں
پونچھ لیں آنسو نِردھن سارے
جگ داتا جگ بیچ پدھارے

پلکوں پلکوں دیپ جلاؤ
من انگنا میں ناچو، گاؤ
درشن ہوں گے دوارے دوارے
جگ داتا جگ بیچ پدھارے

داتا آیا ، کرپا کرنے
اپنی دیا سے جھولی بھرنے
خوش ہو جائیں غم کے مارے
جگ داتا جگ بیچ پدھارے

روپ نگر لکھا ہے مکھ پر
آنکھیں جیسے پریم کا ساگر
بات سے پھوٹیں پیار کے دھارے
جگ داتا جگ بیچ پدھارے

اُن کو پایا سب کچھ پایا
سر پر ہے اب اُن کا سایہ
اب نہ پھریں گے مارے مارے
جگ داتا جگ بیچ پدھارے

اُن کا جگت ہے اُن کے ہی ہم تم
اُن کا قمر ہے، اُن کے ہی انجم
اُن کے ہیں سارے کے سارے
جگ داتا جگ بیچ پدھارے



آج محمدؐ آئے مورے گھر

آنکھوں میں مازاغ کا سُرمہ

سر پر تاج وَرَفَعنا کا

حُسنِ مجسّم اللہ اکبر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

صبحِ ازل ہے مُکھڑا اُن کا

شامِ اَبد ہے زُلف کا سایہ

اُن سے ہوا ہر قلب منوّر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

مہندی لگاؤں گھر وا سجاؤں

من آنگن میں ناچوں گاؤں

تَن مَن وارُوں اُن کے چَرن پر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

آؤ سکھیو! مِل کر گائیں

اپنے پیا کا جشن منائیں

صلِّ علیٰ کی دُھوم ہے گھر گھر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

رم جھم برسے نور کی برکھا
آیا ہے معراج کا دولھا

دھرتی اور آکاش سے بہتر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

دوش پہ یوں گیسو لہرائے
بھینی بھینی خوشبو آئے

رنگ و نکہت سارا منظر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

آمنہ بیؒ کا راج دلارا
کتنا انوکھا، کتنا پیارا

چاند اتر آیا ہے زمیں پر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

بن کے شبِ معراج میں دولھا
پہنچے جب افلاک پہ آقا

نغمہ تھا ہر ایک زباں پر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

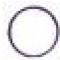
ٹل جائے گی ساری مصیبت
آجائے گا دورِ راحت

اب تو مجھے دیکھیں گے نجر بھر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

انجم بکیس آپ کا منگتا
بھکشا دید و جگ کے داتا

بوند ہوں میں اور آپ سمندر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

بستانِ مناقب



مرے لب پہ رات دن ہے ترا نام غوثِ اعظمؒ
ترے ذکر سے بنے ہیں مرے کام غوثِ اعظمؒ

مرے راستے میں آ کر کبھی مُشکلیں نہ ٹھیریں
مرے کام آ رہا ہے ترا نام غوثِ اعظمؒ

جو نظر اُٹھا کے دیکھوں تو ہو سامنے مدینہ
مرے عشق کو عطا ہو وہ دَوام غوثِ اعظمؒ

تو علیؓ کا زورِ بازو تو رسولِ حق کی خوشبو
ہے سخاوتوں کا منصب ترے نام غوثِ اعظمؒ

ترے دوش پر قدم ہے شہِ عرش آستاں کا
تری ذات پر بزرگی ہے تمام غوثِ اعظمؒ

مرا کعبۂ ارادت ہے انہی کا آستانہ
کہ تمام اولیا کے ہیں امام غوثِ اعظمؒ

مری خالی جھولی بھر دے مجھے بے نیاز کر دے
ترا فیض، تیری رحمت تو ہے عام غوثِ اعظمؒ

مرے دل کو دل بنا دے مرے گھر کو جگمگا دے
تری دید کا ہوں طالب لبِ بام غوثِ اعظمؒ

ہے انہی کے رخ سے روشن مہ و مہر اور انجم
مری صبح غوثِ اعظم، مری شام غوثِ اعظمؒ

حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ

غوثِ اعظمؒ جیلانی — مظہرِ شانِ رحمانی
تیرے کرم سے پائی ہے — ہر مشکل میں آسانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

زہرا کا تو راج دلارا — شیرِ خدا کی شان
حسنِ حسنؓ کا آئینہ ہے — دل تجھ پر قربان
تیری نسبت لاثانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

جتنے ولی ہیں زیرِ قدم ہیں — تیری عظمت صلِّ علیٰ
حسنِ ہدایت کی ہر ضمانت — تیری نسبت صلِّ علیٰ
تو ہے نورِ سُبحانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

تیری ولایت تیری امامت — اوجِ حیدرؓ رازِ پیمبرؐ
تیری حیات اللہ اکبر — ایسی اعلیٰ ایسی بہتر
جیسے شرحِ قرآنی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

آئی مصیبت ٹل جاتی ہے — یہ ہے تیرا احسان
تیرے زیرِ فرماں طوفاں — سب تجھ پر قربان
تجھ کو حاصل سُلطانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی



آج مرے گھر غوثؒ آئے ہیں — کیوں نہ بچھاؤں آنکھیں
جگمگ جگمگ ساری فضا ہے — کیسے اُٹھاؤں آنکھیں
ساری محفل نُورانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

تو نے بہت انجم کو نوازا — ذرہ ہے خورشید
اور کرم جاری ہی رہے گا — تجھ سے یہی اُمید
تیری بخشش لاثانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

حضرت داتا گنج بخشؒ

داتا تیرا بڑا دربار
کریو ہمرا بیڑا پار
تیری دیا کی دھوم ہے گھر گھر
اپنی اپنی جھولی لے کر
بھکشا لینے آئے بھکاری
تو ہے پالنہار

تو ہے نبیؐ کا راج دُلارا
تو ہے علیؓ کی آنکھ کا تارا
آ پہنچا ہے آس لگائے
سارا ہی سنسار
سر پر جگ مگ تاجِ ولایت
نین نشیلے، موہنی صورت
سُندر سُندر رُوپ یہ تمرے
دونوں جگ بلہار
داتا تیری شان نرالی
تیرا کرم ہے ایسا مثالی
جس نے تجھے مشکل میں پکارا
اُس کا بیڑا پار

اہلِ نظر جو بھی آ جائے

اس چوکھٹ پہ سر کو جھکائے

تیری عظمت کا ہے سایہ

ولیوں کو اقرار

تو ہے عزت تو ہے عظمت

تو ہے خود اللہ کی رحمت

جس کو تیرا پیار ملا ہے

وہ تو نہیں نادار

تمرے دوارے آن پڑا ہے

سر کو جھکائے کب سے کھڑا ہے

انجم کا بن جائے مقدّر

کرپا ہو سرکار

سلطان الہند غریب نوازؒ

تری شان، شانِ یداللّٰہی　　تو بڑا غریب نوازؒ ہے

نہ ہو کعبہ کیوں ترا آستاں

تری نسبتیں ہیں قرارِ جاں

تری نسبتوں ہی پہ ناز ہے

تو بڑا غریب نوازؒ ہے

ترے در سے داغِ جبیں ملا
یہ نشان کتنا حسیں ملا
یہ نیاز حاصلِ ناز ہے

تو مُعینِ اُمتِ مُصطفٰے
تو ثبوتِ رحمتِ مصطفٰے
تو عطائے میرِ حجاز ہے

ہمیں تونے اپنا بنا لیا
غمِ دو جہاں سے بچا لیا
ترا دستِ جُود دراز ہے

ترے کیفِ ذکر سے جھُوم لیں
ترے آستانے کو چُوم لیں
یہی عاشقوں کی نماز ہے

تو حبیبِ ذاتِ الٰہ ہے
تو ہی بے کسوں کی پناہ ہے
تو کریم بخت نواز ہے

جو سُنی گئی سرِ کربلا
ہے تری صدا بھی وہی صدا
وہی نغمہ ہے وہی ساز ہے

نہ گِنے گئے وہ شُمار سے
جو مِلے ہیں تیرے دیار سے
درِ فیض آج بھی باز ہے

تری شانِ انجمِ بے نوا
کسی حال میں بھی نہ لِکھ سکا
تو خدائے پاک کا راز ہے

خواجۂ خواجگاںؒ

یا خواجہ معینؒ زہراؓ کے حسین

مری بات بنی رہ جائے سرکار
موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دوار

کس سے کہوں دکھ بپتا کوئی نہیں تمرے سوا
واسطہ شیرِ خدا میری طرف چشمِ عطا
تڑپے مورا من روئے جیون
ہو جائے مجھے بھی تو دیدار!
موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دوار

چھوڑ کے گھر اور نگر تمرے لئے جوگ لیا
اب تو کرو کچھ کرپا خوشیاں دیں سوگ لیا
میں تو ہوں دکھی برہا کی جلی
طعنے نہ مجھے مارے سنسار
موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دوار

منگتا میں، تم راجہ میں ادنیٰ، تم اعلیٰ
ذرہ میں، تم سورج قطرہ میں تم دریا
تم سا جو نہیں دنیا میں سخی
مجھ سا بھی نہیں کوئی نادار
موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دوار

چشت نگر کے دولہا دلہن کے مہاراجا
مکھڑے کی سندرتا جلوہ ہے مولا کا

سب اہلِ نظر شیدائی ہیں

تم خواجہ عثمانؒ کے دِل دار

موری بتیاں پکڑلو آئی ہوں تمرے دوار

عالی نسب والا حسب — نورِ نبیؐ جانِ علیؓ

بحرِ کرم حسنِ عطا — ہند ولی قطبِ جلی

انجمؔ تو بھلا کس گنتی میں

ہے سب کو عظمت کا اقرار

موری بتیاں پکڑلو آئی ہوں تمرے دوار



فرد الافراد خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ

خواجہ گنج شکرؒ مہاراج

رکھیو ! مجھ برہن کی لاج

خواجہ معینؒ کی جان تمہی ہو

خواجہ قطبؒ کی شان تمہی ہو

تم کو سوہے سب ولیَن کا

جگ مگ جگ مگ تاج

خواجہ گنج شکرؒ مہاراج

تمری سب اقلیم ولایت

اللہ اللہ شان و شوکت

تُمرے دُوارے سارے راجہ
دینے آئیں باج
خواجہ گنج شکر مہاراج

ہر جلوہ، جلوے میں تُمرے
جو بھی دیکھے سب کچھ دیکھے
تُمرا درشن جس نے کیا ہے
پڑھ لی عشق نماج
خواجہ گنج شکر مہاراج

اپنے در پر مجھ کو بُلایا
ذرّے کو خورشید بنایا
انجم کی تقدیر جگادی
کرپا کی ہے آج
خواجہ گنج شکر مہاراج

حضرت بابا فریدؒ

بابا فرید گنجِ شکرؒ جانِ اولیا
آئینۂ صفاتِ نبیؐ شانِ اولیا

میخانۂ معینؒ کے ساقی تمہی تو ہو
قائم ہے تم سے مستیٔ عرفانِ اولیا

ہیں صابرؒ و نظامؒ سے شہباز زیرِ دام
ہے نسبتِ فریدؒ ہی شایانِ اولیا

ہے حضرتِ عمرؓ کی کرامات کا امیں
ہے جس کا نام مطلعِ دیوانِ اولیا

خواجہ قطبؒ کا فیضِ دوامی یہی تو ہے
انجم بھی ہے غلامِ غلامانِ اولیا